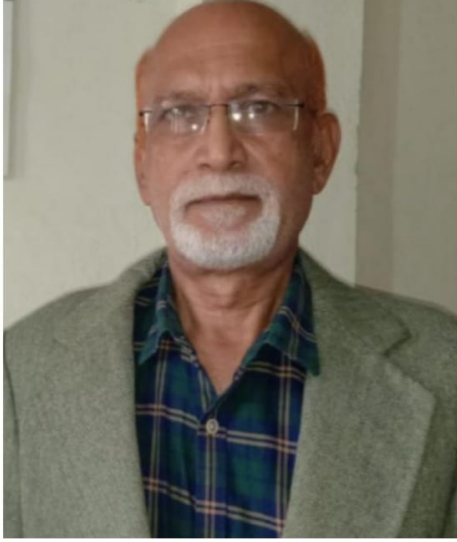


مٹی کی سوندھی خوشبو سا

,Literature - ادبِ جان - Snippets



شاعر: خوجہ ثقلین سمیٹ
ناگپور انڈیا



ریسرچ سکالر: یاسمین اختر
گوجرہ پاکستان

rki.news

یہ دوستی ہے ، کہ ہلی ہلی فصل کا گڑ
یہ فُرتیں ہیں ، کہ مشک بیزیوں کا نشہ

یہ چائے توں میں ہے ، پریت کی چوٹیوں کا غرور
سلوک ، مینہ میں مٹی کی سوندھی خوشبو سا

جُڑا ہے جب سے کسی سے یہ رشتہ ہے نام
تو تب سے خواب کی وادی ، ہمارے آماں

میں ریگِ بجر میں ، آو کوئی سراب زد
اور اُس کا پیار ہے شفاف آب کا چشمہ

وہ اتنے پیار سے لب بستہ زخم اُدھیڑتا ہے
لہو ٹھہر کر کہ اُسے دیکھتا ہے ہنستے ہوئے

مہارتوں کی نہایت ہے اُس کے لہجے میں

پانی اور پہاڑ جیسے عناصر نظم کو فطرت کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہیں۔

شاعر کی زبان شستہ، کلاسیکی آہنگ لیں۔ نئے، جدید احساس سے لبریز ہے۔ فارسی تراکیب (ریگ، جر، حسن تابندہ، خواب کی وادی) اور روزمرے حسی پیکروں کا امتزاج نظم کو جمالیاتی وقار عطا کرتا ہے۔ البتہ استعارات کی کثرت قاری سے زیادہ توجہ طلب کرتی ہے، جو عام قاری کے لیے قدرے مشکل ہو سکتی ہے، یہی چیز نظم کو سنجیدہ قاری کے لیے زیادہ موزوں بناتی ہے۔

نظم کی ایک بڑی خوبی ہے کہ یہ محض محبوب کی مدح یا وصل کا بیان نہیں، بلکہ قربت کی سرشاری، جدائی کا اندیشہ اور محبت میں خوف کی آمیزش کو ساتھ رکھتی ہے۔ آخری شعر میں یہ کیفیت خاص طور پر نکھر کر سامنے آتی ہے:

”کبھی کسی کی قربت میں مست سر شاری
کبھی گماں میں بچھڑنے کا خوف و اندیشہ“

یہ شعر پوری نظم کا جذباتی خلاصہ محسوس ہوتا ہے۔

مرشد، تعویذ، درویش، بارگاہ جیسے الفاظ نظم کو صوفیانہ فضا دیتے ہیں۔ محبوب محض انسانی نہیں رہتا بلکہ ایک روحانی تجربہ بن جاتا ہے، ایسا وجود جو زخم بھی دیتا ہے تو مہلک کے ساتھ۔

یہ نظم ایک سنجیدہ جمالیاتی شعری کاوش ہے اس میں: تصور کی بلندی، زبان کی نزاکت اور احساس کی صداقت واضح طور پر جھلکتی ہے۔ نظم فوری تاثر سے زیادہ آہستہ آہستہ کھلنے والی نظم ہے، جو بار بار پڑھنے پر نئے معنی وا کرتی ہے۔

بحیثیت مجموعی خواجہ ثقلین سمیط کی یہ نظم جدید اردو شاعری میں ایک خوبصورت، حسی اور فکری اضافہ قرار دی جا سکتی ہے۔